پاکستان میں نفاذِ شریعت کی طرف پہلی پیش رفت 12 مارچ 1949ء کو قراردادِ مقاصد کی منظوری کے ذریعے ہوئی۔ اگلے ہی سال یعنی 1950ء میں مختلف فقہی مکاتبِ فکر کے 31 جیداور سربرآوردہ علماء کا ملکی دستور کے بائیس بنیادی نکات پر کامل اتفاق ہوگیا۔ آج بھی اِن نکات کو بنیاد بنا کر پورے ملک میں شریعت کا نفاذ کیا جا سکتا ہے۔ اِن نکات میں معاشرے کو عادلانہ اور پاکیزہ بنانے کے لیے نہایت عمدہ سفارشات ہیں۔

بائیس نکاتی دستاویز کو اتفاق رائے سے تیار کرنے والے علماء کرام کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(1) علامہ سید سلیمان ندوی (صدر مجلس ہذا)

(2) مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

(3) مولانا شمس الحق افغانی (وزیر معارف، ریاست قلات)

(4) مولانا بدر عالم (استاذ الحدیث، ٹنڈو الہ یار، سندھ)

(5) مولانا احتشام الحق تھانوی (مہتمم دار العلوم الاسلامیہ، اشرف آباد، سندھ)

(6) مولانا محمد عبد الحامد قادری، بدایونی (صدر جمعیت العلماء پاکستان)

(7) مفتی محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

(8) مولانا محمد ادریس کاندھلوی (شیخ الجامعہ، جامعہ عباسیہ، بہاولپور)

(9) مولانا خیر محمد (مہتمم مدرسہ خیر المدارس، ملتان شہر)

(10) مولانا مفتی محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور)

(11) پیر صاحب محمد امین الحسنات (مانکی شریف، سرحد)

(12) مولانا محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر، اشرف آباد، سندھ)

(13) حاجی خادم الاسلام محمد امین (المجاہد آباد، پشاور، صوبہ سرحد) خلیفہ حاجی ترنگ زئی

(14) قاضی عبد الصمد سربازی (قاضی قلات، بلوچستان)

(15) مولانا اطہر علی (صدر جمعیت العلماء اسلام، مشرقی پاکستان)

(16) مولانا ابوجعفر محمد صالح (امیر حزب اللہ، مشرقی پاکستان)

(17) مولانا راغب حسن (نائب صدر جمعیت العلماء اسلام مشرقی پاکستان)

(18) مولانا محمد حبیب الرحمٰن (سرسینہ شریف، مشرقی پاکستان)

(19) مولانا محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام، پاکستان)

(20) مولانا داؤد غزنوی (صدر جمعیت اہلحدیث، مغربی پاکستان)

(21) مفتی جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام)

(22) مفتی حافظ کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان، لاہور)

(23) مولانا محمد اسماعیل (ناظم جمعیت اہلحدیث، پاکستان، گوجرانوالہ)

(24) مولانا حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دار الہدیٰ، ٹھیڑھی، خیر پور میر)

(25) مولانا احمد علی (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور)

(26) مولانا محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ، کراچی)

(27) پروفیسر عبد الخالق (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام)

(28) مولانا شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ)

(29) مولانا مفتی صاحب داد عفی عنہ (سندھ، مدرسۃ الاسلام، کراچی)

(30) مولانا محمد ظفر احمد انصاری (سیکریٹری بورڈ آف تعلیماتِ اسلام، مجلس دستور ساز، پاکستان)

(31) پیر صاحب محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد، سندھ)

دستورِ اسلامی کے بائیس متفقہ نکات

1- اصل حاکم تشریعی وتکوینی حیثیت سے اللہ رب العزت ہے۔

2- ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جائے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جائے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

3- یہ ملک کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ اُن اصول ومقاصد پر مبنی ہوگا جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

4- اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن وسنت کے بنائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلامی کے احیاء واعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کو اُن کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری تعلیم کا انتظام کرے۔

5- اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اتحاد واخوت کو قوی سے قوی تر کرے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیتِ جاہلیہ کی بنیاد پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملت اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ واستحکام کا انتظام کرے۔

6- مملکت بلا امتیاز مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیٔ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

7- باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے اُن کو عطا کیے ہیں۔ یعنی حدود قانون کے اندر تحفظِ جان ومال وآبرو، آزادیٔ مذہب ومسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہارِ رائے، آزادیٔ نقل وحرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتسابِ رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی اداروں سے استفادے کا حق۔

8- مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کے سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمیٔ موقع صفائی وفیصلہ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

9- مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدود قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اُنہیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ اُن کے شخصی معاملات کے فیصلے، اُن کے اپنے فقہی مذاہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ اُن ہی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

10- غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدود قانون کے اندر مذہب وعبادت، تہذیب وثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور اُنہیں اپنے شخصی معاملات کے فیصلے اپنے مذہبی قانون یا رسم ورواج کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

11- غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شرعیہ کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہوں، اُن کی پابندی لازمی ہوگی اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر **7** میں کیا گیا ہے، اُن میں غیر مسلم باشندگان ملک اور مسلم باشندگان ملک برابر کے شریک ہوں گے۔

12- رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابتِ رائے پر جمہور یا اُن کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

13- رئیسِ مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔ البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جز کسی فرد یا کسی جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

14- رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں شورائی ہوگی، یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

15- رئیسِ مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزواً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

16- جو جماعت رئیسِ مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت رائے سے اُسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

17- رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونِ مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

18- ارکان وعمالِ حکومت اور شہری کے لیے ایک ہی قانون وضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اُسے نافذ کریں گی۔

19- محکمۂ عدلیہ، محکمۂ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں انتظام سے اثر پذیر نہ ہو۔

20- ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی اصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

21- ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے اجزاءِ انتظامی متصور ہوں گے۔ اُن کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنہیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکزی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا، مگر اُنہیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

22- دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

(ہفت روزہ الاعتصام گوجرانوالہ......9 فروری **1951**ء)